

از عدالتِ عظمیٰ

متھورا پر سادو دیگر

بنام

سٹیٹ آف مدھیہ پردیش

تاریخ فیصلہ: 4 اکتوبر، 1991

[ایس رتناویل پانڈین اور ایم فاطمہ بیوی، جسٹس صاحبان۔]

آئین ہند 1950- آرٹیکل 136- فوجداری اپیل- حقیقت کے ہم آہنگ نتائج- عدالت عظمیٰ کی مداخلت- حالات بتائے گئے۔

تقریرات ہند 1860- دفعات 302/34— کے تحت اثباتِ جرم- اپیل میں عدالت عظمیٰ کی طرف سے شواہد کی تعریف- کاغذ میں اپیل کنندہ کے نام شامل نہ کرنا جس میں متوفی نے حملہ آور کا نام لکھا تھا اور جانچ رپورٹ گواہ کی عدم موجودگی- اپیل کنندہ کی شرکت پر ثبوت- اپیل گزاروں- ملزم کا جرم ثابت نہیں ہوا۔

استغاثہ کے مطابق، جب متوفی ایک درخواست نویس، بدقسمت رات کو اپنی بیوی (گواہ استغاثہ 19) کے ساتھ ایک کمرے میں سو رہا تھا، تو اس نے کسی کو دروازے پر دستک دیتے سنا۔ متوفی نے بتی جلائی اور دروازہ کھولا۔ ملزم (1A اور 2A) اسکے کمرے میں داخل ہوا۔ انہوں نے اپنی چھریاں نکالیں اور چاقو کے وار کیے۔ ایک سینے پر، دوسرا جھکتے ہوئے پیٹھ پر۔ انہوں نے متوفی کو تھپڑ بھی مارا اور مکا بھی۔

مزید کہا گیا کہ دوسرے اپیل کنندہ (5A) نے متوفی کو پکڑ لیا اور اسے بار بار دیوار پر مارا۔ گواہ استغاثہ 19 نے اپنے شوہر کو بچانے کی کوشش کی لیکن اسے ایک طرف دھکیل دیا گیا۔ واقعے کے دوران، ایک سونے کی اپتری 'جو گواہ استغاثہ 19 نے پہنی ہوئی تھی، اس سے چھیننے کی کوشش کی گئی۔

متوفی کی سب سے بڑی بیٹی گواہ استغاثہ 1، جو پہلی منزل پر ایک کمرے میں سو رہی تھی، رونے کی آواز سن کر نیچے اتری اور اپیل گزاروں اور دوسرے ملزم کو اپنے والد کے کمرے سے نکلتے دیکھا۔ اپیل گزار بھاگتے ہوئے گواہ استغاثہ 1 سے تعلق رکھنے والے کچھ کپڑوں اور دیگر اشیاء پر مشتمل

ایک ڈبہ اپنے ساتھ لے گئے اور دروازوں کو اس طرح جکڑے کہ گھر کے دوسرے مبین موقع پر نہیں پہنچ سکے۔

متوفی کا بیٹا، گواہ استغاثہ 3، جو دوسرے کمرے میں سو رہا تھا، موقع پر پہنچا۔ گواہ استغاثہ 15، جو گواہ استغاثہ 19 کی پریشانی کی چیخ سن کر ملحقہ کمرے میں کرایہ دار تھا، اپنے کمرے سے باہر آنا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا کیونکہ گھر باہر سے زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کے بعد وہ موقع پر پہنچا۔

تمام گواہوں نے متوفی کے جسم پر خون بہنے کے زخم دیکھے جو بات کرنے سے قاصر تھا۔ گواہ استغاثہ 3، اپنے متوفی والد کے کہنے پر ایک قلم اور کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر آیا جس پر زخمی متوفی نے اگلاب چندا لکھا اور اس کے بعد بے ہوش ہو گیا، اور پھر اسے سرکاری اسپتال لے جایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔

دواپیل گزاروں (ٹرائل کورٹ کے سامنے 4A اور 5A) کے ساتھ تین دیگر ان افراد پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 یا دفعہ 1 کے تحت اور دفعہ 396 کے تحت مقدمہ چلایا گیا، متوفی کی موت کا سبب بننے پر، ملزم نمبر 2 نے متوفی کو چاقو سے وار کیا اور باقی ملزم نے اس پر حملہ کیا اور ڈکیتی کا جرم کیا۔

ٹرائل کورٹ نے تیسرے ملزم کو کسی بھی الزام میں قصور وار نہیں پایا اور اسے بری کر دیا لیکن دیگران کو تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت مجرم قرار دیا اور ان میں سے ہر ایک کو عمر قید کی سزا سنائی، اور انہیں تعزیرات ہند کی دفعہ 396 کے تحت جرم سے بری کر دیا۔

عدالت عالیہ نے اثباتِ جرم کی تصدیق کی۔ موجودہ دواپیل گزاروں (4A، 5A) نے خصوصی اجازت کے ذریعے عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف موجودہ اپیل دائر کی۔

دیگر دو ملزموں (1A اور 2A) نے ایک علیحدہ خصوصی اجازت کی درخواست کو ترجیح دی، جسے اس عدالت نے مسترد کر دیا۔

دو ملزموں (4A، 5A) کی اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت،

قرار دیا گیا کہ: 1. آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت عدالتِ عظمیٰ کے اختیارات وسیع ہیں لیکن فوجداری اپیلوں میں، یہ عدالت غیر معمولی حالات کے علاوہ، حقیقت کے ہم آہنگی کے نتائج میں مداخلت نہیں کرتی ہے۔

2. خود عائد کردہ پابندیوں کے اندر، اس عدالت کے پاس حقیقت کے نتائج میں بھی مداخلت کرنے کا بلاشبہ اختیار ہے، جس میں بری ہونے اور اثباتِ جرم کے فیصلوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، اگر عدالت عالیہ نے ان نتائج پر پہنچنے میں بدینتی سے یا دوسری صورت میں غلط طریقے سے کام کیا ہے۔

ارونا چلم بنام پی ایس آر سدھاننتن، [1979] 2 ایس سی سی 297؛ ریاست مدراس بنام اے ویدیا ناتھ آئیر، [1958] ایس سی آر 580؛ ہماچل پردیش انتظامیہ بنام اوم پرکاش، [1972] 1 ایس سی سی 249، حوالہ دیا گیا۔

3.01 متوفی ایک درخواست نویس تھا اور اس لیے اس حیثیت میں وہ شکایت کا مسودہ تیار کرنے سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے ایک قلم اور کاغذ مانگا، اور نام لکھا، گلاب چند، ظاہر ہے کہ یہ کہتے ہوئے کہ گلاب چند حملہ آور تھا۔ متوفی نے گلاب چند کے نام کے علاوہ کوئی اور نام نہیں لکھا تھا۔ اب استغاثہ کی طرف سے دی گئی وضاحت یہ ہے کہ متوفی یہ ایک نام گلاب چند لکھنے کے بعد بے ہوش ہو گیا، اس طرح یہ کہتے ہوئے کہ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتا تو شاید دوسرے حملہ آوروں کا نام بھی لکھ دیتا۔

3.02. گواہ استغاثہ 19 متوفی کی بیوی اسی کمرے میں سو رہی تھی جس میں متوفی سو رہا تھا، اس نے گواہ استغاثہ 1 یا گواہ استغاثہ 2 کو حملہ آوروں کے نام نہیں بتائے لیکن اس نے صرف اپنے بیٹے گواہ استغاثہ 3 کو نام بتائے۔ گواہ استغاثہ 19 کے ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ استغاثہ 1 کے رکشہ لانے جانے کے بعد گواہ استغاثہ 3 نے اپنے والد سے پوچھا کہ ان پر کس نے حملہ کیا تھا اور اس کے بعد ہی زخمی متوفی نے گلاب چند کا نام کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا۔ متوفی کے اپنے بیٹے گواہ استغاثہ 3 کی طرف سے دیے گئے کاغذ کے ٹکڑے پر گلاب چند کا نام لکھنے سے پہلے گواہ استغاثہ 19 سمیت کوئی بھی حملہ آوروں کے ناموں کے ساتھ آگے نہیں آیا۔

3.03. گواہ استغاثہ 2 اور 19 کے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ استغاثہ 3 کو حملہ آوروں کے ناموں سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا اس سے پہلے کہ اس کے والد (متوفی) گلاب چند کا نام لکھیں۔ جب تک متوفی نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر گلاب چند کا نام نہیں لکھا، واضح طور پر گواہ استغاثہ 3 کو معلوم نہیں تھا کہ حملہ آور یا حملہ آور کون تھا/تھے۔

3.04. چلی عدالتوں نے اس نمایاں خصوصیت کے اس اہم پہلو کو مناسب تناظر میں نہیں دیکھا ہے۔

3.05. جانچ رپورٹ میں ایک خاص دعویٰ ہے کہ دو حملہ آوروں گلاب سنگھ (2A) اور گلاب چند (1A) نے متوفی کو چاقوؤں سے وار کیا جو صرف گواہ استغاثہ 2 اور 19 کے سابقہ بیانات کے ساتھ نمائش پی 50 میں متوفی کے بیان کے مطابق ہے۔ اگر واقعی گواہوں نے دونوں اپیل گزاروں کے ناموں کا ذکر کیا ہوتا، تو ان ناموں کا بھی جانچ رپورٹ، نمائش صفحہ 24 میں خاص طور پر ذکر کیا جاتا۔

3.06. یہ ثبوت ہے کہ جب پولیس کانسٹیبل آیا تو دونوں اپیل کنندگان جائے وقوعہ پر موجود تھے، لیکن کسی نے بھی پولیس کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ ان دونوں اپیل کنندگان نے بھی جرم میں حصہ لیا تھا۔ استغاثہ نے دونوں اپیل گزاروں کے جرم کو تمام معقول شک سے بالاتر تسلی بخش طور پر قائم نہیں کیا ہے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 624، سال 1979۔

فوجداری اپیل نمبر 498، سال 1977 میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 27.3.1979 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے فرینک انتھونی، سشیل کمار جین، مس پر تیبھا جین اور آروی سنگھ۔

جواب دہندہ کے لیے یو این بچاوت، اوماناتھ سنگھ اور جے ایم سود۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

ان دو اپیل گزاروں، یعنی متھرا پر ساد اور بند پر ساد نے اس اپیل کو ترجیح دی ہے جس میں جبل پور پنچ میں مدھیہ پردیش کی عدالت عالیہ کے ذریعے فوجداری اپیل نمبر 498/77 میں دیے گئے فیصلے کی درستگی اور قانونی حیثیت پر سوال اٹھایا گیا ہے۔ ان دو اپیل گزاروں (ٹرائل کورٹ کے سامنے 4A اور 5A) کے ساتھ تین دیگر ان افراد، یعنی گلاب چند اور گلاب سنگھ اور لکشمین راؤ (جنہیں ملزم نمبر 1 سے 3 کے طور پر پیش کیا گیا تھا) نے اس الزام پر اپنا مقدمہ چلایا کہ رات کے درمیانی وقت میں بلاس پور پولیس اسٹیشن کی حدود میں بلاس پور کے سرکنڈا میں تقریباً 1 بجے سول لائنز نے جان بوجھ کر متوفی کی موت کا سبب بنا، کیشو سنگھ نے گلاب سنگھ کے ذریعے متوفی کو چاقو سے وار کیا اور باقی لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور اسی لین دین کے دوران، انہوں نے کہا کہ ڈکیتی کا جرم بھی کیا۔ مذکورہ الزام کے تحت، ان پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا، متبادل طور پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے ساتھ ساتھ تعزیرات ہند کی دفعہ 149 کے تحت اور تعزیرات ہند

کی دفعہ 396 کے تحت جرم کے لیے بھی مقدمہ چلایا گیا۔ ٹرائل کورٹ نے تیسرے ملزم، یعنی لکشمین راؤ کو کسی بھی الزام میں قصور وار نہیں پایا اور اس کے نتیجے میں اسے بری کر دیا لیکن ان دو پسیلوں اور ملزم نمبر 1 اور 2 کو مجرم قرار دیا جو تعزیرات ہند کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھ کر ہمارے سامنے نہیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو عمر قید کی سزا سنائی۔ تاہم ٹرائل کورٹ نے اپیل گزاروں اور دیگر دو ملزموں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 396 کے تحت جرم سے بری کر دیا۔

ٹرائل کورٹ کے فیصلے سے نالاں ہونے پر اثباتِ جرم یافتہ ملزموں یعنی ان دو اپیل کنندگان گلاب چند اور گلاب سنگھ نے عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی جس نے اپنے فیصلے میں مذکور وجوہات کی بنا پر ٹرائل کورٹ کی طرف سے درج کردہ اثباتِ جرم کی تصدیق کرنے والی اپیل کو مسترد کر دیا۔ اس فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے، ان دو اپیل گزاروں نے اپنا ایس ایل پی نمبر 1902/79 دائر کیا اور دیگر دو مجرموں، یعنی گلاب چند اور گلاب سنگھ (1 A اور 2 A) نے ایس ایل پی (فوجداری) نمبر 1435/79 میں ایک علیحدہ درخواست دائر کی۔ اس عدالت نے 29.10.79 کے ایک حکم کے ذریعے ان دو اپیل گزاروں کی طرف سے دائر کردہ ایس ایل پی کے طور پر اجازت دے دی، لیکن پہلے اور دوسرے ملزم یعنی گلاب چند اور گلاب سنگھ کی طرف سے دائر کردہ ایس ایل پی کو مسترد کر دیا۔ لہذا ان دونوں اپیل گزاروں کی طرف سے موجودہ اپیل۔

مقدمے کے حقائق جس کی وجہ سے یہ اپیل دائر ہوئی، ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ کے فیصلوں میں اچھی طرح سے بیان کیے گئے ہیں اور لہذا ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے لیے اس اپیل کو نمٹانے کے لیے متعلقہ کچھ نمایاں خصوصیات کا حوالہ دینے کے علاوہ اس کا پھیلاؤ کرنا ضروری نہیں ہے۔

متوفی کیشو سنگھ ایک درخواست نویس تھا۔ وہ اپنی بیوی شریمیتی پھٹوکن بائی (گواہ استغاثہ 19) اور دو بیٹیوں، یعنی انجانی بائی (گواہ استغاثہ 1) اور شیل کماری (گواہ استغاثہ 2) اور ان کے بیٹے رام کمار (گواہ استغاثہ 3) کے ساتھ بلاس پور کے سرکنڈا میں اپنے گھر میں رہ رہے تھے، جو گواہ استغاثہ 1 سے چھوٹے اور گواہ استغاثہ 2 سے بڑے تھے۔ اس گھر کے مختلف حصوں میں کچھ کرایہ دار تھے۔ ملزم گلاب چند نے اس گھر کے ایک حصے پر کرایہ دار کے طور پر قبضہ کر لیا تھا، لیکن اس واقعے سے تقریباً دو ماہ قبل گلاب چند سے تعلق رکھنے والے خاندانوں کے بچوں اور خواتین اور متوفی کے درمیان اکثر جھگڑوں کی وجہ سے اسے خالی کر دیا تھا۔ الزام ہے کہ گلاب چند کی بیوی نے متوفی کے ساتھ مبینہ بد سلوکی کی شکایت کی تھی۔ استغاثہ کے مطابق بد قسمت رات کو جب متوفی اپنی بیوی کے ساتھ ایک کمرے میں سو رہا تھا تو اس نے کسی کے دروازے پر دستک دینے کی آواز سنی۔ اس پر متوفی نے بتی جلانی اور دروازہ کھولا۔ یہ اپیل کنندہ و دیگر ملزم اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ گلاب چند اور گلاب سنگھ نے

اپنے چاقو نکالے اور چھریوں کے زخم دیے۔ ایک سینے پر، دوسرا جھکتے ہوئے پیٹھ پر۔ ان دونوں اپیل گزاروں نے متونی کو تھپڑ مارا اور مکا مارا۔ مزید کہا گیا ہے کہ یہاں دوسرے اپیل کنندہ، یعنی بند سنگھ نے متونی کو پکڑ لیا اور اسے بار بار دیوار سے ٹکرا دیا۔ گواہ استغاثہ 19 نے اپنے شوہر کو بچانے کی کوشش کی لیکن اسے ایک طرف دھکیل دیا گیا۔ واقعے کے دوران، ایک سونے کی 'پتری' جو گواہ استغاثہ 19 نے پہنی ہوئی تھی، اس سے چھیننے کی کوشش کی گئی۔

گواہ استغاثہ 1 جو پہلی منزل پر ایک کمرے میں سو رہا تھا، اس کی چیخ سن کر نیچے اتر اور ان اپیل گزاروں اور دوسرے ملزم کو اپنے والد کے کمرے سے نکلتے دیکھا۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اپیل کنندہ بھاگتے ہوئے اپنے ساتھ ایک ڈبہ لے گیا جس میں کچھ کپڑے اور گواہ استغاثہ 1 سے تعلق رکھنے والے دیگر سامان تھے۔ استغاثہ کے مطابق اپیل گزاروں نے دروازوں کو اس طرح جکڑے رکھا تھا کہ گھر کے دیگر مکین موقع پر نہیں پہنچ سکے۔

اپیل گزاروں کے فرار ہونے کے بعد گواہ استغاثہ 1 نے دروازے کھول دیے۔ گواہ استغاثہ 3 جو دوسرے کمرے میں سو رہا تھا موقع پر پہنچا۔ گواہ استغاثہ 15 ایک ملحقہ کمرے میں کرایہ دار تھا اور گواہ استغاثہ 19 کی پریشانی کی چیخ سن کر وہ اپنے کمرے سے باہر آنا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا کیونکہ گھر باہر سے زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ لہذا، گواہ استغاثہ 15 دروازے کی کھڑکیاں کھولنے کے لیے چلایا۔ دروازہ کھلنے کے بعد وہ موقع پر پہنچا۔ ایک رام جی دیال جس نے بظاہر استغاثہ میں اہم کردار ادا کیا تھا، بھی موقع پر پہنچا لیکن استغاثہ نے گواہ کے طور پر اس سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ تمام گواہوں نے کیشو سنگھ (یہاں متونی) کے جسم پر خون بہنے کے زخم دیکھے جو بات کرنے سے قاصر تھا۔ گواہ استغاثہ 3، اپنے متونی والد کے کہنے پر ایک قلم اور کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر آیا جس پر زخمی کیشو سنگھ نے 'گلاب چندا' لکھا اور اس کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد زخمی کیشو سنگھ کو بلاس پور کے سرکاری اسپتال لے جایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گیا۔ میڈیکل آفیسر نے مطالبہ نمائش پی 14 پولیس اسٹیشن کو بھیجی۔ استغاثہ کے گواہ 19 نے، اس وقت تک، استغاثہ کے گواہ 21 کے سامنے 6.12.75 پر صبح تقریباً 3 بجے ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمائش P 43 درج کرائی۔ استغاثہ کے گواہ 21 نے جانچ کی اور جانچ رپورٹ تیار کی نمائش پی 24۔ تفتیش کے دوران، اس نے نمائش پی 50 کو ضبط کر لیا ہے، وہ کاغذ جس پر متونی نے گواہ استغاثہ 3 کے ذریعے پیش کیے جانے پر 'گلاب چندا' نام لکھا تھا۔ گواہ استغاثہ 9، میڈیکل آفیسر جس نے متونی کی لاش کا پوسٹ مارٹم کیا، کو متونی کے شخص پر چھرا گھونپنے کے دوزخ اور ایک کٹا ہوا زخم ملا۔ گواہ استغاثہ 8، ایک اور طبیبی افسر نے ملزم گلاب سنگھ کا

معائنہ کیا اور اس کے شخص پر طبقہ بند فہرست کے نچلے حصے پر ایک چھوٹا سا کٹا ہوا زخم پایا۔ تفتیش مکمل کرنے کے بعد تمام ملزموں کے خلاف فرد جرم پیش کی گئی۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، ٹرائل کورٹ نے چاروں ملزمان بشمول ان دو اپیل کنندگان کو مجرم قرار دیا، اور اس سزا کو عدالتِ عالیہ نے برقرار رکھا۔ لہذا، ان دونوں اپیل گزاروں کی طرف سے یہ اپیل۔

جانچ پڑتال کیے گئے گواہوں میں سے استغاثہ کے گواہ 1، 2 اور 19 اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب میں اپیل گزاروں کے ملوث ہونے کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نچلی دونوں عدالتوں نے بیک وقت پایا ہے کہ یہ دو اپیل کنندگان اور دیگر دو ملزم 1 اور 2 متوفی کی موت کے ذمہ دار تھے اور اس کے نتیجے میں مجرم قرار دیے گئے تھے اور اس لیے سوال یہ ہو گا کہ کیا یہ عدالت آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے حقیقت کے بیک وقت نتائج میں مداخلت کرنا جائز ہو گا۔

بالم رام بنام ریاست یوپی [1975] 3 ایس سی سی 219 میں 227 میں اس عدالت نے فیصلہ دیا یہ کہا گیا کہ آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت عدالتِ عظمیٰ کے اختیارات وسیع ہیں لیکن فوجداری اپیلوں میں، یہ عدالت غیر معمولی حالات کے علاوہ حقیقت کے ہم آہنگی کے نتائج میں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ آئین ہند کے آرٹیکل 136 کے تحت اس عدالت کی طرف سے مداخلت کا دائرہ اروناچل بنام پی ایس آر سدھانا تھن، [1979] 2 ایس سی سی 297 میں سامنے آیا جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ "آئین ہند کا آرٹیکل 136 عدالتِ عظمیٰ کو ہندوستان کی تمام عدالتوں اور ٹریبونلوں پر مکمل اپیل کے اختیار کے ساتھ سرمایہ کاری کرتا ہے۔ طاقت اس معنی میں مکمل ہے کہ آرٹیکل 136 کے تحت خود اس طاقت کو اہل بنانے کے لیے کوئی الفاظ موجود نہیں ہیں۔ لیکن، طاقت کی نوعیت نے عدالت کو اس طرح کے اختیار کو استعمال کرنے کے لیے اپنے لیے حدود طے کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اب یہ اس عدالت کا اچھی طرح سے قائم عمل ہے کہ آرٹیکل 136 کے تحت طاقت کی درخواست کی اجازت صرف غیر معمولی حالات میں دی جائے، جیسے کہ جب عام عوامی اہمیت کے قانون کا سوال پیدا ہوتا ہے یا کوئی فیصلہ عدالت کے ضمیر کو ہلا دیتا ہے۔ لیکن، اپنی طرف سے عائد کردہ پابندیوں کے اندر، اس عدالت کے پاس حقیقت کے نتائج میں بھی مداخلت کرنے کا بلاشبہ اختیار ہے، جس میں بری ہونے اور اثباتِ جرم کے فیصلوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے، اگر عدالتِ عالیہ نے ان نتائج پر پہنچنے میں "متضاد یا دوسری صورت میں نامناسب" کام کیا تھا۔ (ریاست مدراس بنام اے ویدیا ناتھ آئیر [1958] 1 ایس سی آر 580 اور ہماچل پردیش انتظامیہ بنام اوم پرکاش، [

[1972] 1 ایس سی سی 249 دیکھیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قانون کے اس اصول سے متعلق تمام فیصلوں کا حوالہ دے کر اس فیصلے کو بڑھانا ضروری نہیں ہے۔

جب مقدمے کے حقائق اور حالات کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے، تو ہماری سمجھی ہوئی رائے میں، وہ اس عدالت کو اس بنیاد پر مداخلت کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ نجلی عدالتوں کے نتائج بدینتی کا شکار ہیں۔ یہ تسلیم شدہ کیس ہے کہ متوفی ایک درخواست نویس تھا اور اس لیے اس حیثیت میں وہ شکایت کا مسودہ تیار کرنے کے بارے میں بہت اچھی طرح واقف تھا۔ اس نے ایک قلم اور کاغذ مانگا، اور نام لکھا، 'گلاب چند'، ظاہر ہے کہ یہ کہتے ہوئے کہ گلاب چند حملہ آور تھا۔ متوفی نے گلاب چند کے نام کے علاوہ کوئی اور نام نہیں لکھا تھا۔ اب استغاثہ کی طرف سے دی گئی وضاحت یہ ہے کہ متوفی یہ ایک نام گلاب چند لکھنے کے بعد بے ہوش ہو گیا، اس طرح یہ کہتے ہوئے کہ اگر وہ بے ہوش نہ ہوتا تو شاید دوسرے حملہ آوروں کے نام بھی لکھ دیتا۔ لیکن ہمیں اس ثبوت کو دوسرے گواہوں یعنی گواہ استغاثان 1، 2 اور 19 کے ذریعے دیے گئے شواہد کے پس منظر میں جانچنا ہو گا۔ گواہ استغاثہ 19 جو کوئی اور نہیں بلکہ متوفی کی بیوی ہے، اسی کمرے میں سو رہی تھی جس میں متوفی سو رہا تھا اور اس لیے اسے مناسب اور فطری گواہ ہونا چاہیے اور اس کے ثبوت کو اعتبار دیا جانا چاہیے۔ گواہ استغاثہ 19 نے اعتراف کیا کہ گواہ استغاثہ 1 یا گواہ استغاثہ 2 کو حملہ آوروں کے نام نہیں بتائے لیکن اس نے صرف اپنے بیٹے گواہ استغاثہ 3 کو نام دیے۔ گواہ استغاثہ 19 کے ثبوت سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ استغاثہ 1 کے رکشہ لانے جانے کے بعد گواہ استغاثہ 3 نے اپنے والد سے پوچھا کہ ان پر کس نے حملہ کیا تھا اور اس کے بعد ہی زخمی کیشو سنگھ نے گلاب چند کا نام کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا۔ گواہ استغاثہ 19 کے ثبوت کا متعلقہ حصہ مندرجہ ذیل ہے:

"تب رام کمار نے میرے شوہر سے پوچھا کہ کس نے حملہ کیا ہے اور اس نے قلم اور کاغذ مانگا۔ رام کمار ایک کاغذ اور قلم لائے اور میرے شوہر اس پر گلاب چند کا نام لکھ سکتے تھے۔"

اس سلسلے میں استغاثہ کے گواہ 2 کے ثبوت کا بھی حوالہ دیا جاسکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"پھر اس مرحلے پر میرے بھائی نے اس سے پوچھا کہ اس پر حملہ کس نے کیا ہے۔ میرے والد نے ہاتھ کے نشان سے قلم اور کاغذ مانگا، جس پر میرے بھائی نے قلم اور کاغذ لایا اور اسے میرے والد کو دے دیا۔ میرے والد نے اپنے ہاتھ سے اس پر گلاب سنگھ کا نام لکھا اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔"

اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ متوفی کے اپنے بیٹے گواہ استغاثہ 3 کی طرف سے دیے گئے کاغذ پر گلاب چند کا نام لکھنے سے پہلے گواہ استغاثہ 19 سمیت کوئی بھی حملہ آوروں کے ناموں کے ساتھ آگے نہیں آیا لیکن اس کے بعد ہی گواہ استغاثہ 19 نے حملہ آوروں کے نام بتائے۔ یہاں بھی، استغاثہ مستقل نہیں ہے کیونکہ گواہ استغاثہ 2 کا کہنا ہے کہ اس کے والد نے بھی تمام حملہ آوروں کا نام رام کمار (گواہ استغاثہ 3) کو دیا تھا۔ گواہ استغاثہ 2 کے ثبوت کا متعلقہ حصہ اس طرح پڑھتا ہے:

"پھر میری ماں اور والد دونوں نے حملہ آوروں کے نام بتائے۔ اس وقت میرے بھائی رام کمار بھی وہاں موجود تھے۔ رام جی کے پوچھ گچھ کرنے کے بعد میرے بھائی نے بھی ان سے پوچھ گچھ کی۔ میرے والد نے ہاتھ کے نشان سے قلم اور ایک نقل مانگی۔"

استغاثہ کے گواہوں 2 اور 19 کے اوپر نکالے گئے شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ استغاثہ کے گواہ 3 کو حملہ آوروں کے ناموں سے اس سے پہلے آگاہ نہیں کیا گیا تھا کہ اس کے والد (یہاں متوفی) نے گلاب چند کا نام لکھا تھا۔ اگر گواہ استغاثہ 3 کو اس کی ماں (گواہ استغاثہ 19) نے حملہ آوروں کے ناموں سے آگاہ کیا ہوتا تو شاید اس نے اپنے والد سے حملہ آوروں کے بارے میں نہیں پوچھا ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں، جب تک متوفی نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر گلاب چند کا نام نہیں لکھا، واضح طور پر گواہ استغاثہ 3 کو معلوم نہیں تھا کہ حملہ آور یا حملہ آور کون تھا/تھے۔

ایسا لگتا ہے کہ نچلی دونوں عدالتوں نے اس نمایاں خصوصیت کے اس اہم پہلو کو مناسب تناظر میں نہیں دیکھا ہے۔ دوسری جانب، اس نے سہولت کے ساتھ اس اہم پہلو کو نظر انداز کر دیا جو کہ استغاثہ کے مقدمے کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے، کم از کم جہاں تک ان دو اپیل کنندگان کی اس سفاکانہ جرم میں مبینہ شمولیت کا تعلق ہے۔ جانچ رپورٹ نمائش پی 24 میں کہا گیا ہے کہ متوفی کیشو سنگھ کے تمام رشتہ داروں سے پوچھ گچھ کی گئی اور مندرجہ ذیل نتیجہ اخذ کیا گیا:

"..... اس نتیجے پر پہنچا کہ متوفی کیشو سنگھ کی موت گلاب سنگھ، گلاب چند وغیرہ کے ہاتھوں چاقو کے زخموں کی وجہ سے ہوئی تھی۔"

موجودہ معاملے میں اس 'وغیرہ' کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ایک خاص دعویٰ ہے کہ دو حملہ آوروں گلاب سنگھ اور گلاب چند نے متوفی کو چاقوؤں سے وار کیا جو صرف گواہ استغاثہ 2 اور 19 کے سابقہ بیانات کے ساتھ ساتھ نمائش پی 50 میں متوفی کے بیان کے ساتھ فٹ بیٹھتا ہے۔ اگر واقعی گواہوں نے ان دو اپیل گزاروں کے ناموں کا ذکر کیا ہوتا تو ان ناموں کا بھی خاص طور پر نمائش پی 24

میں ذکر کیا جاتا۔ اس موقع پر، ریاست کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل نے اس عدالت کے ایک فیصلے کا حوالہ دیا جس میں [1975] 4 ایس سی سی 153 پیڈانارائن بنام ریاست آندھرا پردیش میں رپورٹ کیا گیا تھا جس میں اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ متوفی پر حملہ کیسے کیا گیا یا اس پر حملہ کس نے کیا یا کن حالات میں اس پر حملہ کیا گیا اس کی تفصیلات سے متعلق سوال دفعہ 174 کے تحت کارروائی کے حدود اور دائرہ کار کے لیے غیر ملکی ہے۔ اس فیصلے سے استغاثہ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ جانچ رپورٹ میں حملہ آوروں کے طور پر صرف دو ناموں کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے ان دو اپیل گزاروں کے نام رہ گئے ہیں جو اب نمائش پی 24 میں اس نمایاں غلطی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اگرچہ گواہ استغاثہ 19 کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نمائش پی 43 کی مصنف ہے، لیکن ٹرائل کورٹ کے سامنے وہ پورے دعووں کی مصنف ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ رپورٹ ریکارڈ کرنے والی پولیس نے صرف اس کا نام اور اس کے شوہر کا نام پوچھا اور اس سے مزید کچھ نہیں پوچھا گیا اور اس نے اس سے زائد کچھ نہیں کہا۔ گواہ استغاثہ 19 نے مزید بیان دیا تھا کہ اس نے حملہ کرنے والے ملزم کے نام نہیں بتائے، کہ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا شوہر اس وقت زندہ ہے یا نہیں، کہ تھانا (پولیس اسٹیشن) میں اسے اپنے شوہر کی موت کے بارے میں معلوم ہوا، کہ اس کے باوجود اس نے حملہ آوروں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا، اور تھانا جانے سے پہلے اس نے کسی بھی حملہ آور کے نام کسی کو نہیں بتائے۔

یہ ثبوت ہے کہ جب پولیس کانسٹیبل آیا تو یہ دونوں اپیل کنندگان جائے وقوعہ پر موجود تھے، لیکن کسی نے بھی پولیس کی طرف اشارہ نہیں کیا کہ ان دونوں اپیل کنندگان نے بھی جرم میں حصہ لیا تھا۔ اب استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ وضاحت یہ ہے کہ ان دونوں اپیل گزاروں نے کانسٹیبل کو ایک طرف لے لیا اور کچھ سرگوشی کی اور اس لیے گواہ استغاثہ 1 کو شبہ ہوا کہ پولیس کانسٹیبل اپیل گزاروں کا ساتھ دے رہا ہے، اس بیان کے ساتھ آگے نہیں آیا کہ یہ دونوں اپیل گزار بھی جرم میں شریک تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ وضاحت صرف ٹرائل کورٹ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ نجی دونوں عدالتوں نے معاملے میں ظاہر ہونے والی مذکورہ بالا تمام واضح کمزوریوں کو آسانی سے نظر انداز اور انداز کر دیا ہے اور اس طرح دونوں عدالتوں کے ذریعے درج کردہ ہم آہنگی کے نتائج مناسب نہیں بلکہ متضاد ہیں۔

شواہد کا باریکی سے اور احتیاط سے تجزیہ کرنے کے بعد، ہمیں یہ تاثر ملتا ہے کہ استغاثہ نے ان دونوں اپیل گزاروں کے جرم کو تمام معقول شک سے بالاتر تسلی بخش طور پر قائم نہیں کیا ہے۔ لہذا ہم

پنجی عدالتوں کے ان نتائج سے اتفاق کرنے سے قاصر ہیں کہ ان دونوں اپیل گزاروں نے بھی دیگر دو ملزموں کے ساتھ جرم میں حصہ لیا تھا۔

اس کے نتیجے میں، ان دونوں اپیل گزاروں کی اثباتِ جرم کو 34 تعزیرات ہند کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت اور اس کے لیے عائد عمر قید کی اثباتِ جرم کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور دونوں کو بری کر دیا جاتا ہے۔

اس طرح اپیل منظور کی گئی۔

اپیل منظور کی گئی۔